پرکاش بھگوان گوپی ناتھ

(حصہ اُردو)

صلاح کار

پران ناتھ کول

ترتیب وتہذیب:

ڈاکٹر پریمی رومانی

معاون:

ڈاکٹر دلیپ کمار شرما

ناشر

جگت گورو بھگوان گوپی ناتھ فاونڈیشن، اُوتم نگر نئی دہلی

بھگوان رام سے

ڈاکٹر جیالال بھان برقؔ کاشمیری

دِل میں جذبۂ عشق کا جب جاگزیں ہو جائے گا
یہ جہاں پھر رُوکشِ خلدِ بریں ہو جائے گا
دیدۂ باطن کھلے گا خوش نصیبی سے جسے
جامِ سم میں بھی مزا آتا ہے امرت کا اُسے
جذبۂ روحانیت ہوگا مرے وقفِ جگر
دِل کے آئینہ میں جلوہ اُس کا آئیگا نظر
عُقدۂ فطرت کھُلے گا جذبۂ باطن سے مرے
دِل کے بُت خانہ میں ہوں گے گیان کے روشن دیے
ہر گھڑی پیشِ نظر ہے خُلد سا منظر مجھے
درسِ وحدت دے رہے ہیں مہر و مہ اختر مجھے
چپہ چپہ باغِ عالم کا ہے تیرا جلوہ زار
اشتیاقِ دیدمیں دِل ہے مرا سیماب دار
آپ کا جلوہ دِکھا دیتی ہے وحدت کی نگاہ
اور دُوئی یکسر بھُلا دیتی ہے وحدت کی نگاہ
ہر رگِ جاں میں بسا رہتا ہے جلوہ رام کا
دِل کے مندر کو جِلا دیتا ہے جلوہ رام کا
دِل میں تو ہے دِل سے سب کا ہے قرارِ زندگی
تیرے ہی دم سے یہ قائم ہے بہارِ زندگی
دِل بھی اک آئینہ قدرت ہے دیکھا چاہیے
ہاں مگر عقل رسا اور چشمِ بینا چاہیے
منزلِ جاوید ملتی ہے تمہارے نام سے
چشمِ دِل روشن ہوئی برقِ جمالِ رام سے

(''تخلیقاتِ برق'' کا ایک ورق)

اُردو شاعری میں کشمیری پنڈتوں کا حصّہ

پیتامبر ناتھ درفانی کاشمیری

قسط : ۸ ڈاکٹر پریمی رومانی

پیتامبر ناتھ درفانیؔ کاشمیری ۱۹۱۹ء میں وچارناگ سری نگر کشمیر میں پیدا ہوئے۔ اُن کے والد پنڈت شمبھو ناتھ در اپنے زمانے کے ایک معروف پٹواری تھے۔ فانیؔ کاشمیری نے ابتدائی تعلیم مقامی اسکولوں میں پائی۔ پنجاب یونی ورسٹی سے گریجویشن کی ڈگری حاصل کی۔ اس کے بعد وہ محکمہ تعلیم میں بحیثیت استاد مقرر ہوئے اور مختلف اسکولوں میں پڑھاتے رہے۔ ملازمت کے ساتھ ساتھ وہ محکمانہ امتحانات بھی پاس کرتے رہے۔ ۱۹۶۲ء میں فانیؔ نے جموں وکشمیر یونی ورسٹی سے ایم.اے کی ڈگری امتیاز سے پاس کی۔ وہ کچھ دیر کے لیے صحافت کے پیشے سے وابستہ ہوگئے اور اپنی محنت، لگن اور صلاحیت سے ان اخبارات میں تازگی اور توانائی پیدا کرتے رہے۔ یہاں انہیں کافی محنت کرنی پڑی۔ اُنہیں اس دور کے نامور صحافیوں سے استفادہ کرنے کا موقع ملا۔ اس طرح سے وہ ایک حقیقت پسند صحافی بن گئے۔ فانیؔ مزدور تحریک سے بھی وابستہ رہے۔ انہیں سیاسی اختلافات کی وجہ سے کئی بار قید وبند کی صعوبتیں بھی جھیلنا پڑیں۔ لیکن اُنہوں نے کبھی ہمت نہیں ہاری بل کہ وہ بہادری سے مشکلات اور مصیبتوں کا مقابلہ کرتے رہے۔ فانیؔ کشمیر کی بہت سی انجمنوں سے وابستہ تھے۔ برّ صغیر کے معروف اخبارات وجرائد میں اُن کا کلام کافی دیر تک شائع ہوتا رہا۔

پیتامبر ناتھ در فانیؔ کاشمیری ریاست کے معتبر شعرا میں شمار ہوتے ہیں۔ وہ اُردو اور کشمیری دونوں زبانوں میں شعر کہتے ہیں۔ کشمیری اُن کی مادری زبان ہے لیکن اُردو زبان سے وہ بے پناہ لگاؤ رکھتے ہیں۔ فانیؔ نے جو زمانہ دیکھا وہ سیاسی افرا تفری کا زمانہ تھا۔ وہ کسان مزدور تحریک کے ایک سرگرم کارکن بھی تھے۔ اس تحریک سے وابستہ ہونے کے بعد اُنہیں سیاسی اختلافات کی وجہ سے ایک مدت تک ریاست سے باہر رہنا پڑا۔ لیکن اُنہوں نے کبھی ہمت نہیں ہاری۔ وہ ایک حقیقت پسند شاعر ہیں۔ اُن کی شاعری میں ادبی، تعلیمی، سیاسی، اخلاقی اور سماجی مسائل کے ساتھ ساتھ مناظرِ قدرت کی عکاسی بھی ملتی ہے۔ فانیؔ ہر صنفِ سخن پر طبع آزمائی کرتے ہیں۔ غزل، نظم، رباعی، قطعہ کے علاوہ وہ سیاسی اور سماجی موضوعات پر بھی نظمیں لکھتے ہیں۔ اُن کی نثری نظمیں بھی قابلِ مطالعہ ہیں۔ وہ دھارمک نظمیں لکھنے میں بھی کافی مہارت رکھتے ہیں۔ بھگوان شو سے، شریمد بھگوت گیتا، شری گورو نانک جی مہاراج، راشٹر پتا مہاتما گاندھی، موتی لال ساقی کے ماتم میں، نغمۂ شادی، شری امرناتھ گپھا، مہاشوراتری، دیوالی، یادِ کشمیر وغیرہ اُن کی چند یادگار نظمیں ہیں جن میں فکر بھی ہے اور گہرائی بھی، نُدرت بھی ہے اور مٹھاس بھی۔

نمونۂ کلام

کلیدِ بابِ حقیقت ہے نغمۂ گیتا　　کشودِ رازِ طریقت ہے نغمۂ گیتا
سرودِ ہوش وفراست ہے نغمۂ گیتا　　پیامِ صبر وصلابت ہے نغمۂ گیتا
ہے نکتہ ہائے حیات وممات کی تفسیر　　بقا کی اصل حقیقت ہے نغمۂ گیتا

(شریمد بھگوت گیتا)

میٹھی لے میں شہنائی حق کی بجائی نانک نے
غافل روحِ انسانی ہوش میں لائی نانک نے
ظلموں اور گمراہی کے ہیبت ناک اندھیاروں میں
بھولے بھٹکے لوگوں کو راہ دکھائی نانک نے
جھوٹے سچے وہموں سے آزادی دی لوگوں کو
ایک خدا کو پانے کی جوت جگائی نانک نے

(شری گورونانک جی مہاراج)

مجھے کشمیر کے دشت و دمن سب یاد آتے ہیں
مجھے کشمیر کے سرو سمن سب یاد آتے ہیں

مجھے کشمیر کے مرغِ چمن سب یاد آتے ہیں
مجھے کشمیر کی رنگیں بہاریں یاد آتی ہیں
چناروں، بید زاروں کی قطاریں یاد آتی ہیں
وہ جھیلیں، ندیاں اور آبشاریں یاد آتی ہیں
مگر سیلاب اشکوں کا کہاں سے ہے اُمنڈ آیا؟
دُھواں یہ کن کی آہوں کا ہے عرش وفرش پر چھایا
چناروں میں لگی ہے آگ کیوں؟ اوجھل ہے کیوں سایا
(یادِ کشمیر)

تھا خندہ روئے و شگفتہ مزاج برج پریمی
پہن کے فہم و فراست کا تاج برج پریمی
ذرا بھی اُس کو تھی نخوتِ ہمہ دانی
تھا علم و حِلم کا اک امتزاج برج پریمی
تھا شہسوار سمندِ قلم، سبک رفتار
نہیں تھا مانگے کوئی راج باج برج پریمی
قلم سے اُس کے ہیں ٹپکتے غریب کے آنسو
خلاف جبر تھا اک احتجاج برج پریمی
(ڈاکٹر برج پریمی کی یاد میں)

نور زا ہے شمع مہ سے فلک کا سائبان
قشقہ سیمیں سے ہے روشن جبینِ آسمان
دھیمی دھیمی روشنی ہے مثلِ موج جوئے شیر
لیلیٰ شب نے نکالی مانگ ہے کیا دلپذیر
چاندنی ہے یا کہ یہ اک نور کا سیلاب ہے
رائگاں اب تو فروغِ کرمکِ شب تاب ہے
ہے فضا ہر سو سکوں آمیز اس دم اس طرح
کیف آور خامشی زاہد کے دِل میں جس طرح
چاند کے طرزِ عمل سے ہے رواداری عیاں
خشک وتر پر اس کی یکساں ہیں ضیا پاشیاں
(چاندنی رات)

بھگوان گوپی ناتھ جی کی شخصیت

(گذشتہ سے پیوست) بھگوان جی کی چھوٹی بہن کا نام شریمتی جانکی دیوی تھا۔ وہ دو لڑکوں اور دو لڑکیوں کو جنم دے کر انتقال کر گئیں۔ انہیں بھی اپنے بھائی کے ساتھ عقیدت تھی اور وہ بھی ان کے ساتھ اکثر موقعوں پر حاضر ہوا کرتی تھیں۔ اس دور تک آتے آتے بھگوان جی نے بے شمار تجربے حاصل کیے تھے۔ انھیں اس دُنیا کے کارِزار کو جاننے اور سمجھنے کا زبردست موقع ملا۔ ان کے عزیز و اقارب باری باری اس دنیا سے چلے گئے تھے۔ لہذا ان کے دل میں ایک نہ پُر ہونے والا خلا پیدا ہو گیا تھا۔ وہ غور و فکر میں محو رہتے تھے۔ آخر ان کی نگاہیں کھل گئیں۔ ان کی زندگی میں ایک ایسی منزل آگئی جب وہ خود اپنے ہی بارے میں سوچنے لگے، اپنے آپ سے گفتگو کرنے لگے اور ایک خاص قسم کی آسودگی حاصل کرنے لگے۔ بھگوان جی میں ایک خاص بات یہ پائی جاتی تھی کہ وہ کھلے عام اپنے راز کو ظاہر نہیں ہونے دیتے تھے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ نوجوانی کے دنوں میں ان کے ہاں سادھوؤں، صوفیوں اور سنتوں کے عادات ہرگز نہیں پائے جاتے تھے بلکہ انہیں یہ تمام چیزیں وراثت میں ملی تھیں۔ سادھنا کے بیج ان کے اندر پہلے سے ہی موجود تھے۔ اس بیج نے ان کے اندر صوفیانہ جذبہ پیدا کیا اور جلد ہی اس کی خوشبو ان کے رگ رگ میں پھیل گئی۔ بھگوان جی کی روحانی زندگی کو مستحکم کرنے میں اصل میں "سنچت پنیہ" نے زبردست پہل کی۔ اگر ان کے اندر پیدائش سے ہی صوفیوں اور سنتوں کی خدمت گزاری کا جذبہ نہ ہوتا تو روحانیت سے ان کا کبھی بھی اتنا لگاؤ نہیں ہوتا۔

جب بھگوان جی صرف دس سال کے تھے تو ان کے والد نے

اپنا مکان چھوڑ کر پنڈت شیو جی خیبری کے مکان میں رہائش اختیار کی جو بھانہ محلّہ میں واقع تھا۔ انھوں نے اپنا تین منزلہ مکان بشمول مال و جائداد اپنی سوتیلی ماں اور ان کے بچوں کی نذر کر دیا۔ بھانہ محلّہ میں تقریباً ڈیڑھ سال تک قیام کرنے کے بعد وہ 1909ء میں شالہ یار کے پنڈت کیشو جی نگاری کے مکان میں منتقل ہو گئے۔ وہاں انھوں نے تین سال تک قیام کیا۔ یہ عرصہ ننھے گوپی ناتھ کے لیے قدرے سکون و آرام کا زمانہ تھا۔

گوپی ناتھ جی اپنی والدہ کا بے پناہ خیال رکھتے تھے۔ وہ ان کے اصولوں اور آدرشوں کو عزیز رکھتے تھے۔ ان کی جدائی کسی بھی صورت میں وہ برداشت نہیں کرتے تھے اور ہردم ان کے قدموں پر اپنی جان نچھاور کرتے تھے۔ والدہ بھی ان کو ہمیشہ دعائیں دیتی تھیں۔ وہ ان دنوں انتقال کر گئیں جب گوپی ناتھ جی کی عمر ۱۲ سال کی تھی۔ ماں کی جدائی کا صدمہ وہ برداشت نہ کر سکے۔ یہیں سے ان کی زندگی میں زبردست تبدیلی رونما ہونے لگی اور وہ اپنے معبودِ حقیقی کے خیالوں میں گم ہونے لگے۔ مستقل سکونت اختیار کرنے کے بارے میں گوپی ناتھ جی کے خاندان کا طرزِ عمل عجیب رہا۔ یہ خاندان مختلف اوقات پر مختلف جگہوں پر سکونت اختیار کرتا رہا۔ چنانچہ 1912ء میں یہ خاندان راجوری کدل منتقل ہو جاتا ہے اور وہاں پنڈت کیلاش جو بھان کے ہاں رہائش کرنے لگتا ہے۔ جب بھگوان جی کا شعور بالغ ہونے لگا تو وہ اپنے ماما کے ساتھ پشمینے کی تجارت کرنے لگے۔ اس کے بعد انھوں نے ویش ناتھ پرنٹنگ پریس میں کمپوزیٹر کے طور پر ملازمت اختیار کی۔ یہاں وہ تین سال تک اپنی ڈیوٹی خوش اسلوبی سے انجام دیتے رہے۔ اس دوران ان کے گھر والے راجوری کدل سے سکہ ڈافر منتقل ہو گئے۔ ناچار ہو کر گوپی ناتھ کو بھی سکہ ڈافر میں رہائش اختیار کرنی پڑی۔ یہاں انہیں اپنے اندر عجیب قسم کی تبدیلی محسوس ہوئی۔ یہیں سے ان کی روحانی زندگی کا چراغ روشن ہوتا ہوا دکھائی دیا۔ پہلے وہ زن کاک سادھو کے ہاں جایا کرتے تھے اور اب وہ جٹا داری سنت بالک کاؤ جن کو بال جی کے نام سے بھی جانا جاتا تھا کے چرن کملوں میں رہنے لگے۔ سکہ ڈافر میں ان کا قیام تقریباً سات سال تک رہا۔ پریس میں بھگوان جی صرف تین سال تک کام کرتے رہے۔ اس کے بعد وہ کچھ عرصہ تک کریانے کی دوکان چلاتے رہے۔ 1920ء میں صفا کدل کے پنڈت کیشو جو در کے گھر میں قیام کرنے لگے۔ اس کے بعد اُنھوں نے اپنی کریانے کی دوکان بھی سکہ ڈافر میں منتقل کر دی۔ یہاں اُنھوں نے دُوکان چلانے کے ساتھ ساتھ نوجوان دوستوں کا ایک گروہ منظّم کیا جس کے وہ خود سرپرست تھے۔ یہ گروہ تولہ مولہ، وژارناگ اور مہادیو میں واقع مختلف مذہبی مقامات پر جانے کے لیے پروگرام ترتیب دیتے تھے۔ انہیں بہت سے سنتوں اور سادھوؤں کے قدموں میں بیٹھنے اور ان کے ساتھ گفت وشنید کرنے کا زبردست شوق تھا۔ خیال کیا جاتا ہے کہ ان ملاقاتوں میں وہ سادھوؤں اور سنتوں سے براہِ راست استفسارات کرتے رہے اور خاطر خواہ جوابات پاتے رہے۔ چوں کہ یہ گفتگو عام قسم کی گفتگو نہیں ہوتی تھی لہذا خیال کیا جاتا ہے کہ وہ دینوی معاملات کے بارے میں ان سے تبادلۂ خیال کرتے تھے۔ وہ کچھ وقت اپنی روحانی منزلوں کی تربیت حاصل کرنے میں بھی صرف کرتے رہے۔